سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

عباد الرحمٰن کے اوصاف

عفو و درگزر اور تواضع و عبدیت‘ دلچسپ حکایات اور حیرت انگیز واقعات

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم قال رسول الله ﷺ مانقصت الصدقة من مال وما زاد الله بعفو الا عزا وما تواضع احد لله الا رفعه الله (مسلم)

محترم بزرگو! مذکورہ حدیث کے ضمن میں گزشتہ خطبات کے دوران صدقات کی اہمیت وفضیلت اور دنیا و آخرت میں صدقہ کے اثرات کا بحث ہو چکا آج حدیث طیبہ کے دوسرے حصہ عفو و درگزر کے بارے میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا اللہ جل مجدہ مجھے کما حقہ بیان اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی ہمت وطاقت نصیب فرمادیں۔

اخلاق النبی ﷺ: حضرت عائشہ سے ایک سائل نے حضورؐ کے اخلاق کے بارہ میں سوال کیا تو فرماتی ہیں‘ کان خلقه القرآن‘ یعنی اخلاق حسنہ کی جو کمیت اور کیفیت قرآن میں الفاظ کی شکل میں موجود ہے وہی رسول ﷺ کی سیرت میں عملی صورت میں موجود تھا اگر امت کو غریبوں اور فقراء کی امداد واعانت کا حکم دیا تو پہلے خود اس پر عمل کیا۔ اگر دوسروں کو دشمنوں اور زیادتی کرنے والوں کو معافی کی تلقین کی تو پہلے خود اپنے قاتلوں اور دشمنوں کو معاف کر کے اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا‘ جنہوں نے آپ کے محبوب ترین چچا حضرت حمزہؓ کو بے دردی سے شہید کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ غزوہ احد میں آپ پر تیر برسا کر دندان مبارک شہید کئے۔ طائف میں پتھروں کی بارش سے آپ کا بدن مبارک خون سے لہولہان کر دیا گیا۔ اقتدار میں آ کر بھی کبھی ان سے بدلہ لینے کا ارادہ تک نہ فرمایا‘ سواری کے لئے شدت احتیاج کے باوجود خود پیدل اور سواری کمزور کو دے کر خود پیدل چل پڑے۔

عباد الرحمٰن: سورۂ فرقان کی آخری آیات وعباد الرحمان الذین یمشون علی الارض هونا و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما سے آخر سورۃ تک

”اور رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور بے علم لوگ جب ان کی اپنی سی بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں معلوم ہے۔“ اور کلام پاک کے اور کئی آیات میں نیکی اور اخلاق حسنہ کی جن جن قسموں کو ذکر کیا گیا ہے حضور اکرم ﷺ ان تمام آیات میں ذکر کردہ اخلاق وعادات کے بہترین اور مکمل نمونہ تھے۔

سیدنا ابوبکر کا ایک واقعہ: پیغمبر انقلاب ؐ کی تمام زندگی عفو و درگزر کی تلقین اور اس پر خود عمل پیرا ہونے کے اقوال وافعال سے بھری پڑی ہے‘ اس ایک واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ حضور ﷺ بدی کا جواب بدی سے دینے کی

بجائے بدی کے جواب میں عفو کو روبہ عمل لانے کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔

عن ابی ھریرۃ ان رجلاً شتم ابابکر و النبی صلعم جالس یتعجب و یتبسم فلما اکثر رد علیہ بعض قولہ فغضب النبی صلعم و قام فلحقہ ابو بکر و قال یارسول اللہ کان یشتمنی و انت جالس فلما رددت علیہ بعض قولہ فغضبت و قمت قال کان معک ملک یرد علیہ فلما رددت علیہ وقع الشیطان ثم قال یا ابا بکر ثلث کلھن حق مامن عبدظلم بمظلمۃ فیغضی عنھا للہ عزو جل الاعز اللہ بھا نصرہ' الخ (روا)

ترجمہ: ابو ہریرۃ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلعم کی موجودگی میں ایک آدمی نے ابوبکرؓ کو گالیاں دینی شروع کردیں حضورؐ اس کی بری بھلی باتوں کو سن کر حیرت کرتے ہوئے مسکراتے رہے حتی کہ وہ شخص گالیاں دینے میں حد سے گزر گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر حضورؐ ناراض ہوکر مجلس سے اٹھ کر روانہ ہوئے' ابوبکرؓ بھی اٹھ کر حضورؐ کے پیچھے چل پڑے اور خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ شخص مجھ کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو آپؐ وہاں بیٹھے رہے۔ جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہوکر مجلس سے اٹھ کر تشریف لے گئے اسکی وجہ کیا ہے۔ سرور کونینؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش رہے تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو تمہارا دفاع کے طور پر اسے جواب دیتا رہا' مگر جب تم نے جواب دینا شروع کردیا یعنی نفس کی خواہش کو بھی معاملہ میں دخل دے دیا تو شیطان درمیان میں آٹپکا۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں اور وہ حق ہیں ایک وہ بندہ جو کسی کی زیادتی کا بلاوجہ شکار ہوا اور وہ محض اللہ کی رضا اور اسکے ثواب کی طلب کی خاطر نہ کہ اپنے عجز کی وجہ یا دکھانے کیلئے اس ظالم سے چشم پوشی کرتا رہے یعنی اس سے درگزر کر کے بدلہ لینے کی خواہش ترک کردے تو اللہ اس عفو و معافی کے بدلہ اس بندے کو مزید مضبوط اور قوی و معزز بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے جزاءسیئتہ سیئتہ مثلھا کے بموجب رخصت واجازت پر عمل کرتے ہوئے اس کی بعض نامناسب باتوں کا جواب اس کے انداز میں دیا جو کہ ایک عام مسلمان کے لئے تو روا کے درجے میں ہے مگر خواص اور مقربین کا مقام تو اس سے بہت بلند ہے کہ وہ جائز کے مقابلہ میں عزیمت پر عمل پیرا ہوں اور یہاں پر عزیمت جزاء سیئتہ سیئتہ مثلھا کے بعد فمن عفا و اصلح فاجرہ' علی اللہ ہے یعنی برائی کا بدلہ برائی کی مثل لیا جاسکتا ہے' لیکن جو شخص درگزر کر کے اصلاح کی روش اختیار کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے جو کہ بدی کا جواب بدی سے دینے والے شخص سے بڑا مرتبہ و مقام ہے' چونکہ ابوبکرؓ مقام صدیقیت کے مرتبہ کمال پر فائز تھے اس لئے حضورؐ کو ان کی شان صدیقیت کے مرتبہ کے مطابق اس کا اس شخص کی بعض باتوں کا جواب دے کر جزوی بدلہ لینا بھی پسند نہ آیا اور ناراض ہوکر وہاں سے روانہ ہوئے اور پھر شیطان کے درمیان میں کودنے کا فرما کر تنبیہ کردی کہ جب کسی معاملہ میں بنی نوع انسان کا ازلی دشمن شیطان کود پڑے تو پھر اس سے تو خیر اور اصلاح کی توقع ہی عبث' وہ بے حیائی اور گناہ پر اکسانے' برانگیختہ کرنے کے علاوہ اور کیا کرسکتا ہے۔

جب انتقام پر قادر ہو اور بدلہ نہ لے: پھر ایک اور مقام پر انتقام پر قادر ہو کر بدلہ نہ لینے والے شخص کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال موسى ابن عمران عليه السلام يارب من اعز عبادك قال من اذا قدر غفر۔(رواه البيهقى)

''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ ابن عمران نے عرض کیا' میرے پروردگار تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے پروردگار نے فرمایا جو قادر ہونے کے باوجود عفوودرگزر کرے''

یعنی ظالم سے اپنے پر کئے کی زیادتی کا بدلہ لینے پر قادر ہو کر بھی اللہ کی خوشنودی کیلئے عفو سے کام لے کر بدلہ نہ لینے شخص اللہ کے ہیں معزز ترین بندہ ہے' چونکہ حضرت موسیٰؑ پر بھی جلال کا غلبہ تھا تو رب العالمین نے بھی اس ارشاد کے ذریعے اسے تلقین کی کہ اپنی طبیعت کے برعکس عفوودرگزر کا ہتھیار استعمال کر کے اپنے لئے بلند مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سیدہ عائشہ کی شہادت: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سید الکائناتؐ نہ تو پیدائشی اور طبعی طور پر فحش گو تھے اور نہ قصداً فحش گوئی کرتے تھے اور نہ بازاروں میں عام لوگوں کی طرح شور مچانے والے تھے جیسے کہ بازاری لوگوں کی عادت ہوتی ہے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ برائی کرنے والے کو دل سے معاف کر دیتے تھے اور معاملات میں اس سے معاملہ درگزر اور معافی کا فرماتے تھے' اپنی ذات کے لئے اور طبعی خواہش کی تکمیل کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے ہاں اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہو' اور کوئی اس حکم کو حلال ٹھہرانے کی کوشش کرتا یا حلال کو حرام جانتا تو اللہ کے حکم کے پیش نظر اس کو پھر سزا دینے سے ان کو کوئی روکنے والا نہ تھا۔

عفوودرگزر کی مثالیں: آپؐ نے اپنے کردار وگفتار سے عفوودرگزر کی وہ مثال قائم کی کہ سخت سے سخت دل کافر بھی ان کے سلوک کے سامنے برف کی طرح پگھل کر اسلام کی پناہ گاہ میں آجاتا' اسلام لانے سے پہلا ابوسفیان نے آپ کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں ہر حربہ استعمال کیا' غزوہ بدر سے لے کر فتح تک کفار کے خلاف حضورؐ نے جتنی لڑائیاں لڑیں ان سب میں ابوسفیان کا بالواسطہ یا براہ راست عمل دخل تھا مگر فتح مکہ کے موقع جب وہ گرفتار ہو کر خدمت اقدس میں پیش کئے گئے' حضرت عمرؓ نے گزشتہ تکلیف دہ جرائم کی پاداش میں اس کے قتل کا ارادہ کیا مگر آپ نے منع فرمایا' نہ صرف قتل سے عمرؓ کو منع فرمایا بلکہ اس کے گھر کو امن وامان کا حرم بنایا اور فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کا بھی قصور معاف ہوگا' اگر ہم دنیا کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو کیا کسی فاتح و غالب آنے والے جرنیل نے اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ عفوودرگزر کی ایسی مثالیں پیش کیں ہیں۔

ایک یہودی سے حسن سلوک: ایک یہودی اپنا قرضہ حضورؐ سے وصول کرنے آتا ہے سُتے ہی انتہائی گستاخی اور بے رحمی سے آپ کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچی اور کہتا ہے کہ اے نبی عبدالمطلب ''تم بڑے نادہندہ ہو'' حضرت عمرؓ موجود تھے' اس کی اس ناشائستہ حرکات پر ان کو غصہ آیا اور اسے سخت سست کہنے لگے آپ مسکراتے رہے' اور فرما رہے تھے اے عمر میں اور یہ یہودی دونوں اس کے سوا ایک اور ہی بات کے آپ کی طرف سے محتاج تھے تم مجھے حسن ادا کا

مشورہ دیتے اور اسے حسن تقاضا کا۔ اس کے بعد آپ نے یہودی سے فرمایا کہ تیرے ساتھ قرضہ کی ادائیگی کا جو وقت مقرر ہو چکا ہے تو ابھی اس مقررہ مدت میں تین دن باقی ہیں مگر اس کے باوجود بھی آپؐ نے اس وقت قرضہ ادا کر دیا بلکہ بیس صاع غلہ اسے زیادہ صرف اس وجہ سے دیا کہ حضرت عمرؓ نے اسے سخت سست کہا تھا۔

قربان جایئے ایسے مرشد اعظم سے عفو و درگزر کا درس دینے کے ساتھ ہی خود اس پر عمل پیرا رہے اور اس کے ازلی اور جان کید دشمن بھی اس کا جذبہ عفو تحمل کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکے اور اپنے جانثار صحابہؓ پر تو ایسا اثر چھوڑا کہ درگزر پرعمل کا موقع جب آتا تو اپنے نفس ہی کو بھول جاتے۔

حضرت علیؓ کا ایک دلچسپ واقعہ: ایک جنگ میں حضرت علیؓ اپنے دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھے اسے قتل کرنے کے قریب تھے کہ دشمن نے آپؓ کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا' آپ فوراً اس کے سینہ سے اتر آئے' دشمن حضرت علیؓ کی اس غیر متوقع اور بے محل مہربانی پر حیران ہوا' وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا ''پہلے تم سے خدا کے لئے دشمنی تھی اب تمہارے تھوکنے کے بعد اگر میں نے تم کو گزند پہونچائی تو اس میں ذاتی غصہ وعناد کا جذبہ بھی شاید داخل ہوا اس لئے چھوڑ دیا' عفو اسلامی کے اس جذبہ سے وہ شخص مسلمان ہو کر کفار کے خلاف لڑتا رہا۔

العفو الغفور: اللہ جل جلالہٗ کے اسماء الحسنیٰ میں ایک اسم گرامی ''العفو'' ہے جس کے معنی معاف کرنے والا اور دوسرا اسم مبارک ''الغفور'' بخشنے والا ہے یہ وہ صفات ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ کلام اللہ میں بابار جرائم و گناہوں پر نادم و شرمندہ ہونے والے اپنے بندوں کو توبہ تائب ہونے کی تلقین فرما کر اپنی طرف سے ان اسمائے مبارک کے ذریعہ عفو و درگزر کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اور پھر اللہ اور اس کے محبوب کی شان کریمانہ کو دیکھئے کہ معافی اور درگزر کی کوئی حد بھی مقرر نہیں فرمائی۔ ایک صحابی حضورؐ کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ میرا ایک غلام باربار غلطی کا مرتکب ہوتا ہے اور میں اس کو معاف کرتا رہتا ہوں' تو آخر اس معافی کی کوئی حد بھی ہے' حضورؐ نے جواب میں ایسا جملہ ذکر فرمایا کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بلا حد مقررہ جتنا ہو سکے معافی دی جائے اور پھر یہ خصلت عفو واللہ کو اتنی محبوب ہے کہ حضورؐ نے بھی امت کو انہی الفاظ کے ذریعے اپنے گناہوں کی بخشش کی ترغیب دیتے ہوئے یہ دعا بکثرت مانگنے کی تاکید فرمائی۔

اللھم انک عفو تحب العفو فا عف عنا　وقتی طور پر کسی کے زور وظلم اور زیادتی کرنے پر بدلہ نہ لے کہ عفو و درگزر کی خود اپنانے سے بے عزتی و بکی کا تصور دل میں آتا ہے' جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ عفو سے اس کی عزت کو بتقاضائے ارشاد ﷺ وما زاد اللہ بعفو الا عزا' مزید بڑھا دیتا ہے' عفو کی برکت سے لوگوں اور دشمنوں کے دلوں میں عفو کرنے والے کی عزت بڑھ جا کر دشمن اور زیادتی کرنے والا اپنے غلط عمل پر پشیمان ہو جائے گا' اور اسی درگزر اور معافی ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ بدو عرب جو کہ اپنے وقت کے بڑے راہزن تھے' مکارم اخلاق پر عمل کرنے کے بعد اپنے وقت کے بڑے بڑے رہنما ومقتدی بن گئے۔ رب کائنات ہمیں عفو و درگزر کے اوصاف حسنہ سے مالا مال فرما کر ہمیں باہمی عناد و اختلافات سے محفوظ فرمادیں۔

ابو طلحہ حقانی
مفتی و مدرس جامعہ حقانیہ

قربانی اور مسائل عید قربان

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیا وعلی الہ الاتقیاء المنجیا الی یوم الجزا اما بعد، ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عظمتوں والا مہینہ ہے اس ماہ میں اسلام کے بنیادی رکن حج کی ادائیگی ہوئی' اس مہینے میں رب الانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت کی احیاء ہوئی' ذی الحجہ کے مہینے میں خصوصاً پہلے دس دن عظمت والے دن ہیں' ان دنوں کو شریعت مقدسہ نے اللہ کی عبادت' ذکر و تلاوت کے لئے خاص کردیئے ہیں' اور خصوصیت کے ساتھ دسویں دن عید الاضحیٰ کا دن ہوتا ہے۔ جو بہت ہی مسرتوں کا حامل ہے' اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضیافت کرتا ہے' اسی لئے اسی روز روزہ رکھنا گناہ ہے۔

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

احادیث مبارکہ میں ذی الحجہ کے اول دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یارسول اللہ ولا الجھاد فی سبیل اللہ قال ولا الجھاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسہ ومالہ فلم یرجع من ذلک شئی (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں ہے جس میں عبادات کرنا اللہ کو زیادہ پیارا ہو' صحابہ کرام نے عرض کیا جہاد سے بھی اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے بھی محبوب نہیں۔ مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلے اور پھر واپس نہ آئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے'

قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام اعظم عند اللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشرۃ فاکثروا فیھن من التسبیح والتھلیل والتکبیر (الطبرانی)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی سے دوسرے دنوں کی نیکی اللہ کو زیادہ محبوب ہے' اسلئے تم ان دنوں میں اللہ کی تسبیح'